قربانی کا مطالبہ نہیں بلکہ بیج کو صحیح جگہ پر ڈالنے کا مشورہ ہے

(فرمودہ ۲۳- اکتوبر ۱۹۳۱ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اخلاص بھی ان چیزوں میں سے ہے جو دنیا میں انسان کی حیثیت کو بڑھاتی ہیں لیکن اسلام کی بنیاد عقل، اخلاص اور عمل پر رکھی گئی ہے- اسلام نے نہ تو اخلاص کی روح کو کھلا چھوڑ دیا ہے نہ صرف عقل کے دروازوں پر اکتفا کی ہے اور نہ ہی عمل کے ترک پر عقل و اخلاص کے نتائج مترتب ہو سکتے ہیں- مجھے اس تمہید کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ آج مصافحہ کے لئے خاص انتظام کرنا پڑا- میں نے دیکھا ہے بعض مواقع پر ضرورت محسوس ہونے کے باوجود بعض احباب قانون کی پابندی پسند نہیں کرتے- جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے خلافت کے منصب پر فائز کیا ہے میں نے کبھی بھی دوستوں سے مصافحہ کرنے سے اجتناب یا ان کے ہجوم سے گھبراہٹ کا اظہار نہیں کیا- باوجود اس کے کہ بعض دوستوں نے بعض مصالح کے ماتحت مشورہ بھی دیا کہ اس میں کمی ہونی چاہئے مگر میں نے اس بات کو کبھی پسند نہیں کیا کیونکہ یہ اخلاص کی روح کو کچلنے والی بات ہے- قرآن کریم میں خصوصیت کے ساتھ سورۃ لقمان میں ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اعلیٰ مقام پر فائز کرتا ہے تو اس کی دوسری علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہوتی ہے کہ لوگ اس کے اردگرد ہجوم کرتے ہیں اور اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اسے برا نہ منائے بلکہ ہر ایک کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملے[1] لیکن بعض دفعہ ضرورت مجبور کر دیتی ہے کہ شاید آج کے انتظام کے متعلق میں کچھ نہ کہتا لیکن باہر سے آئے ہوئے ایک دوست نے مجھے ایک چٹھی لکھی ہے جسکی وجہ سے مجھے اس کے متعلق کچھ کہنا پڑا- چونکہ انسان کو جو تکلیف ہوتی ہے اسے، یا تو وہ خود محسوس کر سکتا

ہے یا علاج کرنے والا اس لئے عام طور پر لوگ سنی سنائی بات پر غلط انداز کر لیتے ہیں۔ پچھلے لاہور کے سفر کے بعد میری بغل کے نیچے قریباً چار انچ لمبائی اور تین انچ چوڑائی میں پھنسیاں نکل آئی تھیں اور آج پہلا موقع ہے کہ میں بازو کو جسم کے ساتھ جوڑ سکا ہوں یا پرسوں چند منٹ کے لئے ایسا کیا تھا جب ایک جنازہ کے لئے باہر آیا ورنہ میں بازو کو جسم سے ملا نہ سکتا تھا حتیٰ کہ نماز کے لئے بھی گاؤ تکیہ رکھنا پڑتا تھا۔ قریباً چالیس پچاس پھنسیاں تھیں لیکن باوجود اس کے میں بعض دوستوں کو ملنے کا موقع دیتا رہا حالانکہ ڈاکٹری مشورہ کے ماتحت مجھے کسی سے نہ ملنا چاہئے تھا اور مکمل آرام کرنا چاہئے تھا تا حرکت بالکل نہ ہو لیکن دوستوں کی ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے میں انہیں ملاقات کا موقع دیتا رہا۔ مگر چونکہ قاعدہ ہے کہ ہر انسان اپنی ضرورت کو زیادہ اہم سمجھتا ہے اس لئے ایک نے جسے ملاقات کا موقع نہ مل سکا مجھے چٹھی لکھی کہ اگر خواب کے ذریعہ میں نے آپ کی بیعت نہ کی ہوتی تو آج اسے توڑ دیتا۔ میں سمجھتا ہوں یہ بات انسانی کمزوری سے انتہاء درجہ کی بے خبری کا نتیجہ ہے۔

انسان کو خدا تعالیٰ نے بعض قوانین کے ماتحت اس طرح جکڑا ہوا ہے کہ وہ خواہ نبی ہو یا ولی ان سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ اور ان میں سے ایک بیماری ہے۔ وہ جب آتی ہے تو سب کے لئے یکساں تکلیف کا موجب ہوتی ہے بلکہ جن کو اللہ تعالیٰ سے تعلق ہوتا ہے یا جن پر کوئی دینی یا دنیاوی ذمہ داری ہوتی ہے ان کو تکلیف زیادہ ہوتی ہے کیونکہ وہ زیادہ حساس ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ جب بِھڑنے کاٹا تو آپ سے اسقدر کرب کے آثار ظاہر ہوئے کہ اس عمر کے لحاظ سے مجھے سخت حیرت ہوئی مگر بعد کے دماغی کام نے بتایا کہ اس سے حس زیادہ تیز ہو جاتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کی نسبت زیادہ تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی بعض تکالیف سخت ہوتی ہیں۔ اور وہ سخت سے سخت طبیعت والے کو بھی کمزور کر دیتی ہیں۔ پس ان حالات کا لحاظ نہ کرنا انسانی کمزوری کو نظر انداز کرنے کے مترادف ہے۔ اس رقعہ کو پڑھ کر مجھے سخت تعجب ہوا حالانکہ میں لیٹے لیٹے بھی کام کرتا رہا ہوں اور دوستوں کو ملاقات کا موقع بھی دیتا رہا ہوں مگر اس میں مَیں نے یہ امر مدنظر رکھا کہ جو دوست سال یا دو سال سے نہیں مل سکے ان کو موقع دیا جائے۔ لیکن ان صاحب کو مَیں اسی سال میں پہلے بھی مل چکا ہوں جبکہ وہ کافی عرصہ تک اپنے اور اپنے خاندان کے حالات وغیرہ بیان کرتے رہے۔ قریب کے رہنے والوں کو ملاقات کے مواقع دور رہنے والوں سے زیادہ میسر آسکتے ہیں مگر میں حیران

ہوں کہ ان صاحب نے رکاوٹوں کا اندازہ کئے بغیر یہ لکھ دیا کہ اگر خواب کی بناء پر بیعت نہ کی ہوتی تو میں اسے توڑ دیتا حالانکہ میں سمجھتا ہوں اس قسم کی تحریر کے بعد بیعت خواہ وہ خواب کی بناء پر کی گئی ہو یا الہام کی بناء پر اخلاقی طور پر خود بخود ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے کہ کوئی شخص کہے خدایا اگر تو میرا خدا نہ ہوتا تو میں تجھے گالیاں دیتا۔ سو آج مصافحہ کے متعلق جو انتظام کیا گیا' اس کی وجہ یہی ہے کہ پرسوں جب میں باہر گیا تو لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے زخم چھل گئے اور اگرچہ پھنسیوں میں اب پیپ نہیں لیکن بعض زخم ہرے ہیں اور میرے زخموں کی کیفیت بھی کچھ ایسی ہے کہ ذرا سی تکلیف سے پھر ہرے ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیں ایسا موقع میسر ہے جو دنیا میں اور کسی قوم کو نہیں ہمیں اس سے پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہئے۔

دنیا کے اندر کوئی شخص ایسا نہیں ملے گا جو قربانی نہ کرتا ہو ہم جب یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص قربانی نہیں کرتا تو اس کے معنے صرف یہ ہوتے ہیں کہ جس چیز کے لئے کرنی چاہئے اس کے لئے نہیں کرتا اور جس کے لئے نہ کرنی چاہئے' اس کے لئے کرتا ہے۔ وگرنہ دنیا میں کوئی ذلیل ترین انسان بھی ایسا نہ ملے گا جو کسی نہ کسی چیز کے لئے قربانی نہ کرتا ہو۔ ایک مُسرف انسان اپنے نفس کے لئے قربانی کرتا ہے۔ لیکن خدا' اس کے دین' ملک' قوم اور بنی نوع انسان کے لئے نہیں کرتا۔ اگر ہم ایک بخیل کو دیکھیں تو وہ بھی قربانی کر رہا ہے اور اس احساس کے ماتحت کہ روپیہ قیمتی چیز ہے وہ اپنے نفس کی قربانی کر رہا ہوتا ہے۔ وہ اچھا کھانا نہیں کھاتا' اچھا کپڑا نہیں پہنتا' اپنے بیوی بچوں کے آرام و آسائش کا خیال نہیں کرتا اور اس سے بڑھ کر اور کیا قربانی ہو سکتی ہے۔ یہی قربانی ہے جو ایک مومن بھی کرتا ہے فرق صرف یہ ہے کہ مومن مال کو خدا کی راہ میں خرچ کر کے اپنے نفس کو تکلیف میں ڈالتا ہے اور بخیل اسے جمع کر کے۔ لیکن بات وہی ہے' ایک اپنی جیب میں روپیہ ڈالتا ہے اور کھاتا پیتا نہیں دوسرا خدا کے رستہ میں خرچ کر کے کم کھاتا پیتا ہے گویا تکلیف کے لحاظ سے دونوں ایک ہیں۔ اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص قربانی نہیں کرتا تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ خدا کی راہ میں قربانی نہیں کرتا وگرنہ دنیا میں ہر ایک انسان قربانی کرتا ہے جس چیز کی خاطر اسے منظور ہوتی ہے اسے بچالیتا اور باقی کو قربان کر دیتا ہے۔ مومن کو خدا کی محبت ہوتی ہے اس لئے وہ اسے قائم رکھنے کیلئے باقی سب کچھ قربان کر دیتا ہے لیکن بخیل کو روپیہ عزیز ہوتا ہے جسے بچانے کے لئے وہ باقی چیزوں کو قربان کر دیتا ہے تو قربانی ہر ایک کرتا ہے۔ ایک

بھی انسان دنیا میں ایسا نہیں جو نہ کرتا ہو فرق صرف اچھی یا بری جگہ کا ہے۔ پس جب دنیا میں ہر ایک شخص قربانی کر رہا ہے اور قرآن کریم بھی یہی فرماتا ہے وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا [2] یعنی ہر ایک انسان کے سامنے ایک مقصد ہوتا ہے اس کی طرف اپنی تمام توجہ کرکے وہ باقی سب سے منہ پھیر لیتا ہے اور باقی کو قربان کر دیتا ہے تو ثابت ہو گیا کہ دنیا میں ہر انسان کسی نہ کسی چیز کے لئے قربانی کرتا ہے کیونکہ اگر ایسے لوگ بھی دنیا میں ہوں جو ایسا نہ کرتے ہوں تو یہ آیت صحیح نہ ہوگی اور قرآن کی تکذیب لازم آئے گی۔ پس دنیا میں ہر ایک انسان قربانی کرتا ہے۔ اور جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں شخص قربانی نہیں کرتا تو اس کے معنے صرف یہ ہوتے ہیں کہ اچھی چیز کے لئے نہیں کرتا اور خدا تعالیٰ کے دین یا اس کے بندوں کی بہبودی کے لئے نہیں کرتا۔

پس جب ہر ایک انسان قربانی کرتا ہے تو فرق صرف یہ ہوا کہ مومن خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کرتا ہے اور غیر مومن دوسری چیزوں کے لئے اور یہ فرق کوئی ایسی چیز نہیں کہ اسے کوئی خاص اہمیت دی جاسکے کیونکہ مومن سے صرف یہ مطالبہ ہوتا ہے کہ جب اس نے قربانی کرنی ہی ہے تو کسی دوسری چیز کے لئے کرنے کے بجائے خدا تعالیٰ کے لئے کرے تا جہاں دوسروں کی قربانیاں ضائع ہوں وہاں اس کی قربانی اس کے لئے فائدہ کا موجب ہو۔ جب ایک شخص کو مجبور کیا جائے کہ اس نے ایک من دانے ضرور باہر پھینکنے ہیں خواہ وہ پتھر پر پھینک دے اور خواہ ہل چلی ہوئی زمین میں تو پھر عقلمند وہی ہے جو پتھر پر پھینک کر دانہ ضائع نہ کرے بلکہ ہل چلی ہوئی زمین میں پھینکے جہاں وہ پھر پھل لاسکے۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ ہم سے خاص قربانی کا مطالبہ کیا جاتا ہے حالانکہ خدا تعالیٰ کسی کی قربانی کا محتاج نہیں اس کا منشاء صرف یہ ہے کہ تم جو لغو قربانی کرتے ہو اسے اپنے فائدہ کے لئے کرو۔ جس شخص سے دین کے لئے قربانی کا مطالبہ کیا جاتا ہے فرض کرو وہ نہ کرے تو پھر کیا کرے گا؟ وہ روپیہ جمع کر کے اپنے نفس پر اپنے بیوی بچوں کے آرام و آسائش پر خرچ کرے گا۔ گویا روپیہ بہرحال اس کا خرچ ہو جائے گا۔ اس کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ یہ تو نہیں کہتا کہ تم فاقے کرو لیکن اگر روزانہ مرغ یا پلاؤ نہ پکائے جائیں تو کیا حرج ہے اور اس سے فائدہ بھی کیا ہے۔ انسانی جسم میں ترقی ایک حد تک ہی ہو سکتی ہے اس سے زیادہ کسی صورت میں نہیں ہو سکتی اور ایسے خرچ کا کوئی فائدہ بھی نہیں۔ اس کے مقابلہ میں اگر اپنے چسکہ میں کمی کر دی جائے اور وہی روپیہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے تو وہ آئندہ بھی اس کے لئے ثمرات کا موجب ہوگا۔ غرض ہم کسی سے قربانی کا مطالبہ نہیں کرتے کیونکہ قربانی تو ہر حال میں انسان کو کرنی ہی پڑتی ہے

ہم تو صرف جگہ بدلتے ہیں ہر قربانی جو انسان دنیا میں کرتا ہے ضائع جاتی ہے لیکن جو قربانی خدا کے لئے کی جائے' وہ بچ جاتی ہے۔ پھل لاتی ہے چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں

"اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کرو جہاں کیڑا اور زنگ خراب کرتا ہے۔ اور جہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں بلکہ اپنے لئے آسمان پر مال جمع کرو۔ جہاں نہ کیڑا خراب کرتا ہے نہ زنگ اور نہ وہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں۔" [۳]

قرآن کریم میں آتا ہے اس طرح یہ مال نہ صرف محفوظ رہتا ہے بلکہ ترقی بھی کرتا ہے اور اس قدر بڑھتا ہے کہ انسان اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتا اسی ترقی کے متعلق رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَ لَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَ لَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ [۴] یعنی نہ ہی کسی آنکھ نے قربانی کی اس ترقی کو دیکھا ہے نہ ہی کسی کان نے سنا اور نہ ہی کوئی انسانی قلب اس کا قیاس کر سکتا ہے۔ پس وہ بیج جو اس جگہ بویا گیا جہاں وہ بڑھا اور لا محدود ترقی کی بہر حال اچھا ہے اس سے جو پتھروں پر ڈالا گیا۔ بعض نادان خیال کرتے ہیں کہ ہم سے دین کے لئے قربانی کرائی جاتی ہے حالانکہ قربانی تو وہ پہلے ہی کرتے ہیں مسرف انسان اپنی جان بچاتا ہے اور روپیہ خرچ کرتا ہے بخیل جان خرچ کر کے روپیہ جمع کرتا ہے۔ قربانی تو بہر حال ہر انسان دنیا میں کرتا ہے مطالبہ تو صرف اتنا ہے کہ اپنے بیج کو پتھر پر نہ ڈالو بلکہ ہل چلی ہوئی زمین میں ڈالو جہاں وہ بڑھے اور ترقی کرے۔ اور ایسے مشورہ پر برا ماننا ایسا ہی ہے جیسا کہتے ہیں کہ کوئی بے وقوف شخص کہیں بطور مہمان گیا۔ میزبان روزانہ اسے اچھے اچھے کھانے کھلاتا نرم نرم بستروں پر سلاتا اور خوب اچھی طرح خاطر و تواضع کرتا جب وہ واپس گیا تو دیر کے بعد ملنے کی وجہ سے اس کی ماں رونے لگ گئی۔ اس پر اس نے کہا ماں جیسی مصیبتیں میں نے دیکھی ہیں خدا کسی دشمن کو بھی نہ دکھائے روزانہ مجھے کیڑے کھلاتے تھے اور نیچے اوپر روئی ڈال کر کوٹتے تھے۔ پس جسے کہا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے لئے مال' عقل' وقت' جان خرچ کرے وہ اسے اگر اپنے اوپر زیادتی یا ظلم تصور کرتا ہے تو اس کی مثال بھی اسی بیوقوف کی سی ہے جو پلاؤ کو کیڑے سمجھتا تھا۔ دنیا میں کون ایسا شخص ہے جو یہ چیزیں خرچ نہیں کرتا' ہر ایک کرتا ہے ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ بیوقوفو پتھر پر دانے نہ پھینکو خدا نے جو کھیت تیار کیا ہے اس میں بو دو تا پھر بھی تمہاری یہ چیزیں تمہارے کام آسکیں۔ ذرا سوچو تو سہی کیا اس کا نام بوجھ یا قربانی ہے۔ اسے بوجھ سمجھنا تو ایسا ہی ہے جیسے کسی بھولے بھٹکے انسان کو راہ پر لگایا جائے اور وہ رونے لگ جائے۔ اس مشورہ پر اعتراض کرنا یا برا منانا ایسا ہی ہے جیسے عیسائی کہتے ہیں شریعت

ایک لعنت ہے حالانکہ اگر کوئی شخص شریعت پر عمل کرتا ہے تو اس میں خدا کا کیا فائدہ ہے اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہے تو وہ خدا کو کیا دے دیتا ہے۔ کیا جسے صحیح راستہ بتایا جائے وہ رویا کرتا ہے یا شکر گزار ہوتا ہے۔ ہم کسی سے قربانی طلب نہیں کرتے بلکہ صرف یہ کہتے ہیں کہ اپنے مال کنویں میں مت پھینکو۔ یہ محض جھوٹ اور افتراء ہے کہ خدا کے لئے قربانی کا مطالبہ ہے ہرگز نہیں بلکہ صرف یہ مطالبہ ہے کہ بیج صحیح جگہ پر ڈالو سورۃ بقرہ کے آخر میں خدا تعالیٰ نے اسی امر کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے۔ اگر پتھر پر بیج ڈالو گے تو خواہ اس پر مٹی بھی پڑی ہوئی ہو پھر جب بارش آئے گی بیج بہہ جائے گا[۵]۔ اس لئے عمدہ زمین میں بیج ڈالو خوب یاد رکھو۔ خدا، رسول، خلیفہ بلکہ کوئی مومن بھی کسی سے قربانی کا مطالبہ نہیں کرتا بلکہ صرف یہ مشورہ دیتا ہے کہ اپنے بیج اچھی زمین میں ڈالو تا وہ ضائع نہ ہوں۔ اور اگر اس حقیقت کو ہماری جماعت سمجھ لے تو بہت سے کام آسان ہو سکتے ہیں۔ بعض نادان خیال کرتے ہیں کہ ہم سے قربانی کرائی جاتی ہے مگر یہ نہیں سوچتے کہ ان کی قربانی سے ہمیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ ہماری ذات پر تو وہ خرچ نہیں ہو گا پھر خدا کو بھی کسی کی قربانی کی کیا ضرورت ہے وہ تو خود سونے چاندی کا پیدا کرنے والا ہے۔ ہم تو صرف تمہاری بھلائی کا مشورہ دیتے ہیں اور اگر غور کرو تو اس کے لئے شکر گزار ہونا چاہئے کہ ہم نے تمہارے بیج کو ضائع ہونے سے بچا لیا۔ ہاں اگر کسی کو خدا تعالیٰ پر ہی ایمان نہ ہو تو اس کا معاملہ علیحدہ ہے اسے چاہئے پہلے اپنے چشمہ کو صاف کرے اس کا منبع خراب ہے جہاں سے گندہ پانی نکلتا ہے۔ جس سے اس کے اپنے جسم اور ارد گرد بھی خرابی پھیلے گی۔ اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے پھر ایک ضرورت کے لئے لاہور جانا پڑا ہے۔ میرے بعد مولوی شیر علی صاحب امیر ہونگے دوست جاتی دفعہ بھی مصافحہ نہ کریں اور مجھے راستہ دیدیں کیونکہ جھٹکے سے درد محسوس ہوتا ہے۔ میں نے خطبہ کے شروع میں کہا تھا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایسا موقع دیا ہے کہ کسی اور کو نصیب نہیں اس کے فضل سے ہمارے لئے ترقیات کے راستے کھل رہے ہیں مگر ضرورت ہے کہ ہم بھی پہلے سے زیادہ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں۔ میں نے کہا تھا کہ دوستوں کو کم از کم جمعہ کی رات کو تہجد ضرور پڑھنی چاہئے۔ آج کل دعاؤں کی قبولیت کا خاص طور پر موقع ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

جب انسان اپنے اندر اخلاص پیدا کر لے اور خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کر لے تو تمام خدشے اور وساوس دور ہو جاتے ہیں اور اس کے دل میں کسی قسم کی ظلمت باقی نہیں رہتی تمام وساوس خود بخود مٹ جاتے ہیں خواہ ظاہری علوم میں وہ کامل نہ بھی ہو۔ رسول کریم ﷺ بالکل ان پڑھ

تھے لیکن کیا کبھی آپ کو کوئی بھی مسئلہ کسی بڑے سے بڑے عالم سے پوچھنے کی ضرورت پیش آئی؟ اللہ تعالیٰ خود ہی سب کچھ آپ کو سکھاتا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ السلام کو بھی دینی علوم خود اللہ تعالیٰ نے سکھائے۔ دنیوی علوم سے تعلق رکھنے والی بات کا کسی سے پوچھ لینا اور بات ہے لیکن دینی علوم اپنے برگزیدہ بندوں کو خود خدا تعالیٰ سکھاتا ہے حضرت خلیفہ اول فرمایا کرتے تھے کہ قرآن کریم کی کوئی آیت ایسی نہیں کہ دشمن نے اس پر اعتراض کیا ہو اور خدا تعالیٰ نے مجھے اس کی حقیقت نہ سمجھادی ہو۔ چند ایک آیات تھیں جن کے متعلق آپ فرماتے۔ کاش کوئی دشمن اعتراض کرے تا ان کی حقیقت بھی منکشف ہو جائے۔ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے کہ کوئی بھی آیت قرآنی ایسی نہیں جو میری سمجھ میں نہ آتی ہو۔ تو اگر انسان اللہ تعالیٰ پر توکل کرے تو وہ خود ایسے رستے اس کے لئے پیدا کر دیتا ہے کہ کوئی بھی مصیبت اس پر نہیں آتی نہ ہی اس کے دل میں کسی قسم کے وساوس پیدا ہوتے ہیں اور وہ ایسے میدان میں کھڑا ہو جاتا ہے جہاں سورج کی شعاعیں براہ راست اس پر پڑتی ہیں اور مومن کو چاہئے خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق پیدا کرے۔

بعض جنازے ہیں جو میں نے پڑھانے ہیں مگر چونکہ آج جمعہ کے بعد مجھے جلدی ہے۔ اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جمعہ میں پڑھاؤں گا۔

(الفضل ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

۱؎ لقمٰن: ۱۹

۲؎ البقرۃ: ۱۴۹

۳؎ متی باب ۶ آیت ۱۹، ۲۰ بائبل سوسائٹی انار کلی لاہور مطبوعہ ۱۹۹۴ء

۴؎ بخاری کتاب التفسیر سورۃ السجدۃ باب قولہ فلا تعلم نفس ما اخفی لھم